حقوق نسواں ایکٹ

(تحقیقی تجزیہ)

مفتی محمد منیب الرحمٰن

چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

سربراہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

باھتمام

کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

دفتر: اسلامک میڈیا سنٹر 27/A شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور

تعاون برائے اشاعت

ماہنامہ ''فکرلاثانی'' سوامی نگر روڈ تیزاب احاطہ لاہور

پہلی بات

حدود آرڈیننس میں ترامیم، روحِ اسلام کے منافی اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہیں، اسلام، سماج کو عزت و وقار، تقدس وطہارت اور اعلیٰ معاشرت کی گارنٹی دیتا ہے جبکہ موجودہ ''حکومتی تحفظِ حقوقِ نسواں بل'' بدکاری، حرام کاری اور زناء کو فروغ دینے کا باعث بنے گا۔

اسلام عورتوں کے حقوق تو کیا وہ تو بچوں، جانوروں، راستوں اور ہر شے کے حقوق کا بھی محافظ ہے۔ مغرب زدہ طبقات آزادی کے نام پر فحاشی و عریانیت کا راستہ کھول رہے ہیں۔ وہ سیاسی مفاد کو چھوڑ کر آخرت کی فکر کریں۔ شرعی امور کو حکومت یا حزب اختلاف انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ انصاف و دیانت کے تقاضے پورے کریں۔ حکومت بچانے یا گرانے کے ایک سو ایک طریقے ہوتے ہیں۔ سیاسی زعما اور حکمران طبقہ اپنی ضد میں دین کا چہرہ مسخ کرنے سے گریز کریں۔ بدکاری وحرام کاری کو تحفظ، اسلام تو کیا کوئی بھی الہامی مذہب نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی ذی شعور اسے درست سمجھ سکتا ہے۔

اہل سنت کی عظیم دینی وعلمی شخصیت، تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سربراہ اور مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا مفتی محمد منیب الرحمٰن نے وقت کی ضرورت کے عین مطابق .... ''تحفظ خواتین بل'' کا تجزیہ......... کے عنوان سے بڑی محنت، تحقیق اور عرق ریزی سے پیشِ نظر مقالہ رقم فرمایا۔ اس کے مطالعہ سے ہمارے عوام وخواص کو مذکورہ بل کی حقیقی تفہیم کے حصول میں مدد ملے گی۔

وطن عزیز پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے شائع ہونے والے

اہل سنت کے دینی رسائل وجرائد کی نمائندہ تنظیم ''..........کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان..........'' نے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اس علمی دستاویز کو آپ تک پہنچانے کی سبیل کی ہے۔ یہ پلیٹ فارم گذشتہ سات سال سے دینی صحافت میں اہل سنت کی ترجمانی کا فریضہ بطریق احسن نبھا رہا ہے اس وقت ملک بھر کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے چھپنے والے سنی رسائل وجرائد کو اس کونسل کا ممبر بننے کا حق ہے اس وقت ہم نے رکنیت سازی مہم کا آغاز بھی کر رکھا ہے۔ لہٰذا ایسے رسائل وجرائد جو ابھی تک اس کے ممبر نہیں بن سکے۔ انہیں فوری طور پر ہیڈ آفس سے رابطہ کرنا چاہیئے تا کہ حقوق وفرائض کے تعین کے ساتھ ہم منزل آشنا ہو سکیں۔

مستقل قریب کے لئے ہماری منصوبہ بندی میں ''اہل قلم کی نمائندہ کانفرنس''، ''رسائل وجرائد کی نمائش'' اور ایک کثیر المقاصد تربیتی ورکشاپ کا انعقاد بھی شامل ہیں جس میں کہنہ مشق، تجربہ کار اور معروف صحافیوں، دانشوروں اور اسکالرز کے خصوصی لیکچر ہوں گے۔

آخر میں مجھے علماء کرام، مشائخ عظام اور خطباء ذی احتشام کی خدمت میں یہ گزارش بھی کرنا ہے کہ وہ اس تحریر کو خوب ذہن نشین فرمائیں اور پھر رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کریں کہ شریعت کی بالا دستی اور اسلام کے وقار کے لئے ایسا کرنا ہماری دینی، ملی، قومی اور اخلاقی ذمہ داری ہے جبکہ اس سے مجرمانہ غفلت دارین میں خسران کا باعث ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے بہتر نتیجہ خیزی سے ثمر بار فرمائے......آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

غبار راہِ حجاز
محمد محبوب الرسول قادری
(صدر)
کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان
0300-9429027

۷ دسمبر ۲۰۰۶ء
اسلامک میڈیا سنٹر لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پاکستان کی پارلیمنٹ نے جو تحفظ خواتین بل ۲۰۰۶ء منظور کیا ہے وہ اپنے مقاصد، مابعد مرتب ہونے والے اثرات ونتائج اور متن کے اعتبار سے قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہے۔ چونکہ آئین پارلیمنٹ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہو، لہٰذا یہ اصولی طور پر آئین کے بھی منافی ہے اور قرار داد مقاصد کے بھی منافی ہے، جسے آئین کا مؤثر حصہ قرار دیا جا چکا ہے۔ ہماری رائے میں جو امور قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہیں، وہ یہ ہیں۔

(1) قرآن وسنت کی رو سے زنا ایک سنگین جرم ہے۔ اس کا مفہوم ہر شخص کے ذہن میں واضح ہے، لیکن قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اس کی باقاعدہ قانونی اور شرعی تعریف کر دی گئی ہے اور یہ جرم اگر شرعی معیار (یعنی چار عینی گواہ یا مجرم کا اقرار و اعتراف جرم) کے مطابق ثابت ہو جائے تو ''موجب حد'' ہے اور اس حد پر شرعی نافذ ہوگی جو غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''زانیہ عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر (حقیقت میں) ایمان لاتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین کی خاطر ان دونوں پر (حد شرعی نافذ کرنے میں) کسی نرمی (ورعایت) کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے۔'' (سورۃ النور: آیت ۲)

اور شادی شدہ کے لئے اس فعل خبیث کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ رجم

کی سزا سورۃ المائدہ ۴۳ سے اشارۃ النص کے طور پر اور احادیث مبارکہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ رجم ۵۳ احادیث مرفوعہ، ۱۴ احادیث مرسلہ، ۱۴ آثار تابعین اور ۵ فتاوائے تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، جو حد تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک مسلمان شادی شدہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں پر اس نے اعترافی بیان دیا کہ اس نے زنا کیا ہے پھر اس نے چار بار اپنے اوپر اقرار جرم کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے رجم (سنگسار) کر دیا جائے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الحدود جلد: ۴ ص: ۲۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ہم اختصار کے پیش نظر تمام احادیث مبارکہ درج نہیں کر رہے۔

اور اس حد کے بارے میں قرآن و سنت میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر (Rape) کی کوئی تقسیم نہیں ہے، بلکہ فرق صرف یہ ہوگا کہ زنا بالرضا میں فریقین پر حد جاری ہوگی اور زنا بالجبر کی صورت میں وہ فریق جس کا مجبور کر دیا جانا پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے، اسے باعزت بری کر دیا جائے گا۔ لہٰذا جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ مزنیہ بالجبر (Raped Victim) کو بھی حدود آرڈی نینس کے تحت زنا کا مجرم گردانا جاتا تھا، یہ صریح بہتان اور کذب و افترا ہے، حدود آرڈی نینس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ البتہ جبر کو عدالت میں ثابت کرنا ہوگا۔ خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب زنا بالجبر کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے ''مزنیہ بالجبر'' (Raped Victim) کو باعزت بری کر دیا، ہم اختصار کی بناء پر حدیث درج نہیں کر رہے۔

جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ ''تحفظ خواتین بل'' میں زنا بالجبر کو حد سے نکال کر تعزیرات پاکستان کے تحت محض ایک تعزیزی جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ امر پارلیمنٹ میں پیش کردہ بدل میں ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

کے تحت دفعہ نمبر ۳۷۶ بعنوان ''زنا بالجبر کے لئے سزا'' میں موجود ہے جو یہ ہے:

''جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزائے قید جو کم سے کم پانچ سال یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔'' (بحوالہ روزنامہ جنگ جمعرات ۱۶ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ بالا سزا، قرآن وسنت کے صریح منافی ہے کیونکہ اس میں زنا بالجبر کی سزا، سزائے موت یا پانچ سے پچیس سال کی قید بمع جرمانہ رکھی گئی ہے جبکہ قرآن وسنت میں ''زنا بالجبر'' اگر شرعی معیار کے مطابق ثابت ہو جائے تو اس کی سزا شادی شدہ کے لئے متعین طور پر رجم ہے (ملاحظہ، سنن ترمذی: جلد: ۲ ص: ۴۱۲، رقم الحدیث: ۱۴۵۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت) اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہیں (ملاحظہ ہو، سورۃ النور: ۲) اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے ہم اپنے مؤقف کو شروع میں ثابت کر چکے ہیں۔ زنا بالجبر کو مطلقاً حد سے نکال دینا، قرآن وسنت کا صریح انکار ہے۔

جو لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ زنا بالجبر شدید ترین جرم ہے لہٰذا اس کی سزا بھی شدید ترین اور عبرت ناک ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس موجودہ پاس کردہ بل میں یہ سزا، سزائے موت یا پانچ تا پچیس سال قید بمع جرمانہ رکھ کر اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ یعنی اگر جج چاہے تو زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص کو صرف پانچ سال قید اور جرمانہ کی سزا دے کر بری کر دے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے بڑھے (یعنی مخالفت کرے) تو وہی لوگ ظالم ہیں۔'' (سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۲۲۹)

جب قانون میں زنا بالجبر کی سزا میں لچک رکھ دی گئی ہے اور اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے تو دراصل یہ بااثر لوگوں کے لئے ایک رعایت کا دروازہ

کھول دیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کے منظور کردہ اس بل میں زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص سے جرمانہ وصول کرنے کا ذکر بھی سطور بالا میں درج ہے جو کہ قرآن وسنت کی صریح مخالفت ہے' چنانچہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں' اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا اور یہ شخص' پہلے شخص سے زیادہ سمجھدار تھا' کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا' ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں اور مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہو'' تو فریق ثانی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے اہل خانہ میں مزدوری کرتا تھا اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا' تو میں نے اس کے فدیہ کے طور پر ان کو سو بکریاں اور ایک غلام دیا' پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی پر سنگسار کرنے کی سزا ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں ضرور تمہارے درمیان کتاب اللہ کی روشنی ہی میں فیصلہ کروں گا' سو بکریاں اور غلام تجھے واپس کر دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور جلاوطنی لازم ہے۔ (پھر آپ نے ایک قریب بیٹھے صحابی سے فرمایا) اے انیس! صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو' اگر وہ اعتراف جرم کرے تو اسے رجم کر دو (راوی کہتا ہے کہ) اس عورت نے اعتراف جرم کر لیا اور اسے رجم کر دیا گیا'

(صحیح بخاری شریف' کتاب الحدود' جلد نمبر ۴' صفحہ نمبر ۲۶۴' رقم الحدیث: ۶۸۵۹' ۶۸۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ''زنا موجب حد'' میں جسمانی سزا ہے' مالی جرمانہ نہیں۔

(۲) قرآن وسنت کی روشنی میں حد زنا کے قیام کے لئے چار عینی گواہوں یا اقرار واعتراف کا پایا جانا ضروری ہے' جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں زنا بالجبر کی سزا میں عینی گواہی کو قطعاً نظرانداز کر دیا گیا ہے' اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی دفعہ ۳۷۶ کے متعلق ٹیبل نمبر ۴ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے' یہ قرآن وسنت اور اسلام سے کھلی بغاوت ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''اور جس نے غیر اسلامی قانون چاہا تو (وہ) اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۵)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) ترجمہ: ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں۔'' (سورۃ المائدہ:۴۴)

(۲) ترجمہ: ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ ظالم ہیں۔'' (سورۃ المائدہ:۴۵)

(۳) ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ فاسق ہیں۔'' (سورۃ المائدہ:۴۷)

ان آیات کریمہ کے مخاطب حکمران ہیں' کیونکہ احکام الٰہی کو نافذ کرنا' فرد کی نہیں' اہل اقتدار کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ ان آیات مبارکہ میں ان حکمرانوں کو جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں' بالترتیب کافر' ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جو حکمران تساہل کی وجہ سے اللہ کے احکام کو نافذ نہ کریں' وہ فاسق ہیں اور جو تمرد اور سرکشی کے سبب اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ نہ کریں' وہ ظالم ہیں اور جو اللہ

تعالیٰ کے احکام کا سرے سے انکار کر دیں، وہ کافر ہیں۔

(۳) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ اور ۷ کو حذف کیا گیا ہے، چنانچہ منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں واضح طور پر موجود ہے کہ ''زنا کا جرم'' (نفاذ حدود) آرڈی نینس ۱۹۷۹ء آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعات ۶ اور ۷ کو حذف کر دیا جائے گا۔

(بحوالہ روز نامہ جنگ، ہفتہ ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

اس ترمیم کے مطابق آرڈی نینس نمبر ۷، ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ کو کلی طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے، حالانکہ وہ آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ میں زنا بالجبر کے لئے درج ذیل سزائیں مقرر کی گئی تھیں۔

(الف) اگر مرد یا عورت محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو اس کو کسی جائے عام پر رجم (سنگسار) کر کے ہلاک کر دیا جائے گا۔

(ب) اگر مرد یا عورت محصن (یعنی غیر شادی شدہ ہے) تو جائے عام پر کوڑوں کی سزا جس کی تعداد ۱۰۰ کوڑے ہوگی دی جائے گی اور کوئی دیگر سزا، جس میں سزائے موت بھی شامل ہے دی جائے گی، جو کہ عدالت حالات مقدمہ کے مدنظر مناسب سمجھے۔

(نیو اسلامک لاز ۱۹۷۹ء ص: ۶۱ منصور بک ہاؤس لاہور)

حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۶ میں موجود ان سزاؤں (یعنی الف اور ب) کو پڑھنے کے بعد ایک باشعور انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس دفعہ کو کلی طور پر منسوخ کرنے کا مقصد اس دفعہ میں موجود حدود الٰہی کو ختم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

(۴) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں زنا بالرضاء ''موجب حد'' کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ زنا بالرضا کو قابل دست اندازی

پولیس جرم سے خارج کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ملزم کو پکڑ کر عدالت میں لانا، گواہوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنا اور موقع پر موجود قرآئن وشواہد کو جمع کرنے کی ذمہ داری سے حکومت دست بردار ہوگئی ہے اور مستغیث پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ وہ مقدمات جو براہ راست جج کی عدالت میں دائر ہوتے ہیں، ہفتوں اور مہینوں ان کی سماعت کی نوبت نہیں آتی اور اس دوران میں قرآئن وواقعات کی شہادت (Circumtancial Evidence) تلف ہو جائے گی اور کسی بھی درجے میں ثبوت جرم کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

(۵) پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل میں زنا بالرضا کی سزا، محصن (یعنی شادی شدہ) ہونے کی صورت میں موت تک سنگسار کرنا اور اگر محصن نہ ہو تو ایک سو کوڑوں تک کی سزا رکھی گئی ہے۔ اس امر کو قومی اسمبلی میں منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قرآن وسنت کی رو سے غیر شادی شدہ زانی کے لئے متعین سزا سو کوڑے ہے جبکہ بل میں موجود غیر شادی شدہ کی سزا، سو کوڑے نہیں بلکہ سو کوڑے تک بیان کی گئی ہے جس سے یہ بات واضح ہے کہ جج سو کوڑوں سے کم سزا بھی دے سکتا ہے مثلاً پچاس کوڑے مار کر باعزت بری کر دیا جائے یہ قرآنی حکم میں صریح تحریف ہے۔

(۶) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۳ کو حذف کیا گیا ہے اس امر کو قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ میں دیکھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے۔ ''زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈی نینس ۱۹۷۹ء (آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) کی دفعہ ۳ کو حذف کر دیا جائے گا''

(روز نامہ جنگ، ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ آرڈی نینس کی دفعہ ۳ کہ جس کو کلی طور پر حذف کیا گیا ہے وہ یہ

ہے۔'' آرڈی نینس دیگر قوانین پر غالب ہوگا یعنی آرڈی نینس ہذا کے احکام کسی دیگر نافذ الوقت میں درج کسی امر کے باوصف موثر ہونگے۔

(نیو اسلامک لاز ۱۹۷۹ء ص ۵۵، منصور بک ہاؤس لاہور)

یہ دفعہ ۳ کہ جس کو حذف کردیا گیا ہے اس کے سبب حدود آرڈی نینس کو ان جرائم سے متعلق دوسرے کسی بھی قانون پر بالادستی (Effect Over Riding) دی گئی تھی، اس کو ختم کردیا گیا ہے جس کے نتیجے میں حدود الٰہی کی قانونی حیثیت (Legal Status) عام تعزیزی قوانین کے برابر ہوجائے گی۔ علما کمیٹی نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ مجوزہ بل میں مندرجہ ذیل دفعہ شامل کردی جائے۔

''اس قانون کی تعبیر وتشریح سے متعلق کسی بھی دوسرے قانون کے مقابلے میں قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہوگی'' اسے شامل نہیں کیا گیا۔

(۷) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۴ میں لفظ ''جائز'' کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۳ میں دیکھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے: ''زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈی نینس ۱۹۷۹ء (آرڈی نینس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) میں دفعہ ۴ میں لفظ ''جائز طور پر'' اور مذکورہ دفعہ کے آخر میں تشریح کو حذف کردیا جائے گا۔ (روزنامہ جنگ بروز ہفتہ ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

حدود آرڈی نینس کی مذکورہ دفعہ ۴ جس سے لفظ ''جائز'' کو ختم کیا گیا ہے وہ یہ ہے: ''ایک مرد اور عورت زنا کے مرتکب کہلائیں گے۔ اگر وہ باہمی جائز شادی کے بغیر بالارادہ مباشرت کریں۔ (نیو اسلامک لاز ۱۹۷۹ء، ص: ۵۵، منصور بک ہاؤس لاہور)

مذکورہ بالا دفعہ میں لفظ شادی کے ساتھ لفظ جائز ہے اور اس مقام پر جائز شادی سے مراد وہ نکاح ہے جو شرعی تقاضوں کے مطابق ہو۔ جب اس سے لفظ جائز کو ختم کردیا جائے گا تو مطلق دعوائے نکاح ہی سزا سے بچنے کے لئے کافی ہوگا، چاہے وہ

دعوائے نکاح شریعت کے معیار کے مطابق جائز ثابت نہ ہو زبانی دعویٰ یا جعلی کاغذی کارروائی کی بناء پر بھی مجرم چھوٹ جائے گا۔

(۸) پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں موجود ایکٹ ۴۵، بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے تحت دفعہ ۳۷۵ بعنوان زنا بالجبر کی شق پنجم میں یہ درج ہے کہ ''اس کی رضامندی سے یا اس کے بغیر، جبکہ وہ ۱۶ سال سے کم عمر کی ہو۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ بروز جمعرات ۱۶ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ دفعہ کے تحت ۱۶ برس سے کم عمر (مثلاً: ۱۵ سال، ۱۱ ماہ، ۲۹ دن) کی عاقلہ بالغہ خاتون کے ساتھ اس کی رضامندی سے زنا کیا گیا ہو تو مرد کو زنا بالجبر (RAPE) کا مرتکب قرار دے کر سزا دی جائے گی اور اپنی مرضی سے زنا کرنے والی عاقلہ بالغہ عورت کو ارتکاب وثبوت جرم کے باوجود باعزت بری کردیا جائے گا اور وہ سزا سے مکمل طور پر محفوظ رہے گی، یہ قرآن وسنت اور شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا، یہ وہی قانونی پوزیشن ہے جو اس وقت امریکہ اور یورپ میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی (قائم کردہ) حدود سے تجاوز کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا، جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔''

(سورۃ النساء: آیت نمبر ۱۴)

(۹) حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا ''موجب حد'' کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں، لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہوجائے تو اسے دفعہ ۱۰(۳) کے تحت تعزیزی سزا دی جاسکتی تھی لیکن منظور کردہ بل کی رو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ ۲۰۳ سی کا جو اضافہ کیا گیا ہے اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا

ہے کہ جو زنا ''موجب حد'' کے الزام سے بری ہو گیا ہو' اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کروایا جا سکتا۔

اس سے یہ بات واضح ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جا سکے گی۔

''اب یہاں یہ بات تو ثابت ہے کہ جرم ہوا ہے' اور مستغیثہ نے پولیس کے پاس زنا بالجبر (RAPE) کے مقدمے کا اندراج کرایا ہے' لیکن جبر ثابت نہیں ہو سکا اس کی وجوہ دو ہو سکتی ہیں۔

(۱) مجرم با اثر تھا اور اس نے موقع اور قرآئن کی شہادتوں کو اپنی طاقت واثر سے تلف کر دیا' ضائع کرا دیا' پولیس نے با اثر شخص کے خوف سے حقائق کو تلف کر دیا یا چھپا دیا یا مجرم اتنا جابر اور طاقت ور ہے کہ اس کے خوف سے کوئی گواہ عدالت میں گواہی دینے کی ہمت ہی نہیں کر سکتا' لہٰذا مندرجہ بالا شق کی رو سے وہ زنا بالجبر کے الزام سے تو باعزت بری ہو جائے گا اور پھر اس کے خلاف فحاشی کا مقدمہ بھی درج نہیں ہو سکے گا تاکہ اسے قطعاً کوئی سزا نہ مل سکے' ہماری پارلیمنٹ کے فاضل ممبران کی اس دانش مندی سے عورت کو ''مثالی تحفظ'' ملے گا' کسی نے سچ کہا ہے:

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۲) ابتدا جرم تو باہمی رضا مندی سے ہوا تھا' لیکن عزت بچانے کے لئے RAPE کا دعویٰ کر دیا' اب چونکہ عورت کو ہر قسم کی سزا سے بچانا مقصود ہے لہٰذا اس کی خاطر مرد کو بھی باعزت بری کر دیا گیا اور فحاشی (Lewdness) کے الزام میں جو کم تر سزا مجرمین کو مل سکتی تھی اس قانون نے اس کے امکانات کو بھی ختم کر دیا۔ اب اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا۔

(۱۰) قذف آرڈی نینس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان' یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈی نینس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو' منظور کردہ بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ ہی اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی اور نکاح فسخ کرا سکے گی۔

یہ دفعہ اس لئے شامل کی گئی کہ سیکولر فلسفہ قانون میں کسی شخص کو کسی جرم کے اقرار یا انکار پر مجبور نہیں کیا جا سکتا' وہ عدالت کو کسی سوال کے جواب میں نہ ''ہاں'' اور نہ ہی ''نہ''، بلکہ کہہ دے کہ No comments تو عدالت اسے کچھ نہیں کہے گی۔ اس سیکولر فلسفہ قانون کو اسلام کے قانون لعان پر بالادستی (Effect Over Riding) عطا کر دی گئی ہے۔

نیز قذف آرڈی نینس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہو گی۔ منظور کردہ بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں' جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

تحفظ خواتین بل کے اثرات ونتائج

۱۔ اگر یہ بل تمام مراحل طے کر کے خدانخواستہ قانون کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو اسے ''قانون تحفظ خواتین'' کے بجائے ''قانون برائے فروغ فحاشی'' کا نام دینا زیادہ

مناسب ہوگا۔

۲۔ عملاً پاکستان قرآن وسنت کے صریح احکام اور پاکیزہ سماجی اقدار کے ماحول سے نکل کر مغرب کے بے غیرتی اور بے حمیتی اور فروغ فحاشی کے ماحول میں چلا جائے گا۔

۳۔ جب قانون' زنا اور فحاشی کو روکنے میں ناکام رہے گا بلکہ قانون کا علامتی خوف بھی اٹھ جائے گا تو پاکستان میں ''کاروکاری'' ''غیرت کے نام پر قتل'' اور ماورائے عدالت انتقامی کارروائیوں کو فروغ ملے گا' کیونکہ پاکستانی معاشرہ بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس بے غیرتی کو ہضم نہیں کر پائیں گے۔

۴۔ غیر شادی شدہ جوڑے مغرب کی طرح اکٹھے رہنا چاہیں یا ہوٹل میں کمرہ بک کر کے سیاہ کاری کرنا چاہیں تو انہیں قانون کا کوئی ڈر نہیں رہے گا۔

۵۔ صدر امریکہ جارج واکر بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر نے برملا اس قانون کی تحسین کی ہے اسے روشن خیالی' آزادی اور جدت پسندی کا مظہر قرار دیا ہے۔

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس قانون کی تعریف وتحسین یہود ونصاریٰ کریں' امت مسلمہ پر ہر سو آگ برسانے والے بش اور ٹونی بلیئر کریں کیا وہ قرآن وسنت کے مطابق ہوسکتا ہے؟ ان کی تحسین اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مقاصد کفر کو پورا کر رہا ہے اور اس کے برعکس دین کا درد رکھنے والے تمام مسلمان اور علما غمزدہ ہیں' رنجیدہ ہیں اور اس کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

ہماری رائے میں پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کو ''تحفظ خواتین بل'' کا نام دینا' صریح مذاق ہے' اس میں خواتین کو غیر محفوظ تو کر دیا گیا ہے ان کو تحفظ عطا نہیں کیا گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کالے حبشی کا نام ''شمس الزمان'' یا ''نور الزمان'' رکھ دیں۔

ایک ٹیکنیکل اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ۱۹۷۳ء کا دستور اسلامی ہے اس پر علماء

نے دستخط کئے ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کیا جبکہ حدود آرڈی نینس ۱۹۷۹ء میں آیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں دو واضح تحدیدات (Bindings) تھیں۔

(۱) یہ کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

(۲) یہ کہ تمام موجودہ قوانین کو دس سال کے اندر اسلام کے مطابق ڈھال لیا جائے گا۔

تو اگر ۱۹۷۳ء کے آئین پر لفظاً اور معنیً عمل کیا گیا ہوتا تو بھی ۱۹۸۳ء سے پہلے پہلے قوانین حدود اور قوانین قصاص کا نافذ کرنا لازمی' قانونی تقاضا تھا:

علماء کی تجاویز

تحفظ خواتین بل کے لئے ہم نے حکومت کو جو تجاویز پیش کی تھیں وہ یہ ہیں:

یہ کہ

(۱) خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو قابل تعزیز جرم قرار دیا جائے' جاگیردار معاشرے میں اگر کسی خاتون کے لئے خاندان کے اندر متوازی رشتہ موجود نہ ہو تو اس کی ''قرآن سے شادی'' کر دی جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے اسے غیر شادی شدہ رہنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وراثت خاندان سے باہر نہ جائے۔

(۲) یہ کہ عاقلہ بالغہ عورت کی' اس کی مرضی کے خلاف جبراً شادی کرانے کو تعزیزی جرم قرار دیا جائے۔

(۳) یہ کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ''نکاح شغار'' جسے آج کل ''وٹہ سٹہ'' کہا جاتا ہے اگر اس میں کسی بھی جانب سے عورت کی رضامندی نہ ہو یا ان کا مہر مقرر نہ کیا جائے بلکہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح اپنی بیوی کے بدل مہر میں کر دے' اسے تعزیزی جرم قرار دیا جائے۔

(۴) یہ کہ ایک وقت میں تین طلاقیں (طلاق مغلظہ) دینے کو تعزیزی جرم قرار دیا جائے تا کہ اس کی حوصلہ شکنی ہو اور اس سلسلے میں شوہر کے ساتھ وثیقہ نویس، اوتھ کمشنر، نوٹری پبلک اور گواہوں کو بھی شریک جرم سمجھا جائے۔

(۵) یہ کہ ونی کی رسم کو تعزیزی جرم قرار دیا جائے، جس میں قصاص کے مالی بدل کے طور پر قاتل کے خاندان کی چھوٹی بچیوں کا نکاح مقتول کے خاندان کے مردوں سے کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات عمروں میں بے انتہا تفاوت ہوتا ہے اس سے اسلام اور پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔

(۶) کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور ماورائے عدالت قتل و دیگر جرائم کا خاتمہ مقصود ہے تو قانون میں متاثرین جرائم اور مظلومین کو تحفظ دیا جائے، عدل کو یقینی بنایا جائے اور قانون کی حکمرانی قائم کی جائے، ورنہ محض وعظ و تذکیر یا اسمبلیوں میں تقاریر سے ان جرائم کو روکا نہیں جا سکے گا اور موجودہ قانون نے ان جرائم کے امکانات میں اضافہ کر دیا ہے۔

نوٹ: پارلیمنٹ کے منظور کردہ قانون کے بارے میں ہماری یہ رائے خالص دینی اصولوں پر مبنی ہے اس سے سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہی ہماری کسی جماعت سے سیاسی وابستگی ہے اور نہ ہی حال یا مستقبل میں کوئی سیاسی مقاصد ہیں۔ کوئی دلائل کی بنیاد پر ہماری کسی رائے سے اختلاف کرے تو یہ اس کا حق ہے، لیکن جس طرح ہر شعبہ زندگی میں اس شعبے کے ماہرین رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اور انہی کی رائے کو قابل توجہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح دین کو اتنا مظلوم نہ بنا دیا جائے کہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کے ماہرانہ علم کے بغیر ہر شخص اسلام پر اتھارٹی بننے کا دعویٰ کرے اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھے۔

عہدیداران
سیشن (2006-7ء)

کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

صدر	ملک محمد محبوب الرسول قادری	0300-9429027
جنرل سیکرٹری	محمد نواز کھرل	0322-4010730
سینئر نائب صدر	علامہ عبدالحق ظفر چشتی	0333-4301160
نائب صدر	محمد نعیم طاہر رضوی	0333-4284340
فنانس سیکرٹری	محمد سمیع اللہ نوری	0321-4471746
جوائنٹ سیکرٹری	محمد ضیاء الحق نقشبندی	0333-4420109
سیکرٹری اطلاعات	سید احسان احمد گیلانی	0300-4265964
آڈیٹر	محمد جمیل اعظمی	0333-8403147

ایگزیکٹو کونسل

حاجی بشیر احمد نقشبندی
0333-4475628

پیر محمد امین الحسنات شاہ
0300-8554442

مفتی محمد محبّ اللہ نوری
0300-4321088

مولانا محمد علی نقشبندی رضوی
0321-4465092

سید قمر احمد سبزواری
0320-4654929

احسان الحق صدیقی
0321-4300441

صاحبزادہ احمد میاں برکاتی
0300-6326214

صاحبزادہ محمد داؤد رضوی
0300-6493317

صاحبزادہ سید طاہر سعید کاظمی
0300-6304598

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
0300-4235658

انوار اللہ طیبی 0321-2073884

اسلامک میڈیا سنٹر 27/A شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور 042-7214940